102824 ـ اذان سے پہلے قرآن مجيد اور بعد ميں درود پر مشتمل آلہ آن كرنے كى متقاضى ملازمت كا حكم

سوال

وزارت اوقاف ميں ملازمت كرنے والا ايك مؤذن سوال كرتا ہے كہ:
ميں مؤذن اور مسجد كا خادم ہوں ہميں ريڈيو كے ذريعہ ايك ہى اذان نشر كرنے كا كہا گيا ہے، اور اسى طرح اذان سے قبل قرآن مجيد كى تلاوت اور اذان كے بعد نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر بلند آواز سے درود پڑھا جاتا ہے، سوال يہ ہے كہ كيا مجھے اس كام كا گناہ ہو گا، اور اگر ميں ايسا نہيں كرتا تو مجھے نقصان اور ضرر پہنچ سكتا ہے، يہ علم ميں رہے كہ مجھے سركارى طور پر اس كا مكلف كيا گيا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

اول:

ريكارڈ شدہ اذان يا ريڈيو كے ذريعہ ايك باقى مساجد ميں اذان نشر كرنا نئى ايجاد كردہ بدعت ہے، اس كى تفصيل سوال نمبر (48990) كے جواب ميں گزر چكى ہے اس كا مطالعہ كريں.

دوم:

نماز پنجگانہ كى اذان سے قبل قرآن مجيد كى تلاوت اور اذكار بھى نئى ايجاد كردہ بدعات ہيں.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

جمعہ كے دن ظہر سے قبل لاؤڈ سپيكر ميں قرآن مجيد كى تلاوت كرنے كا اسلام ميں كيا حكم ہے، اگر آپ يہ كہيں كہ اس كا حديث ميں ثبوت نہيں ملتا، تو وہ آپ كو كہے گا: آپ قرآن مجيد كى تلاوت سے منع كرنا چاہتے ہيں ؟

اور اذان فجر سے قبل لاؤڈ سپيكر ميں دينى اشعار پڑھنے كے متعلق آپ كى رائے كيا ہے، اگر آپ اسے كہيں كہ اس كى كوئى دليل نہيں تو وہ آپ كو جواب ديگا يہ خير و بھلائى كا عمل ہے، اور لوگوں كو فجر كى نماز كے ليے بيدار كرنے كے ليے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" ہمارے علم میں تو اس کی کوئی دلیل نہیں جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسا کیا گیا ہو، اور ہمارے علم میں کے مطابق تو صحابہ کرام میں سے بھی کسی نے ایسا نہیں کیا، اور اسی طرح لاؤڈ سپیکر میں اذان فجر سے قبل لوگوں کو جگانے کے لیے اشعار کہنا بھی بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

الشیخ عبد اللہ بن قعود.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (2 / 495 - 496).

سوم:

اذان کے بعد مؤذن کی جانب سے لاؤڈ سپیکر میں بلند آواز سے درود پڑھنا بھی بدعت ہے؛ کیونکہ اذان عبادت ہے اور اس کے الفاظ میں زیادتی یا کمی کرنا حلال نہیں، اور اذان اللہ اکبر اللہ اکبر سے شروع ہو کر لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے، اس لیے اذان سے قبل یا بعد میں جو بھی اضافہ کیا جائے وہ نئی ایجاد کردہ بدعت ہو گی.

ان لوگوں نے اذان سے قبل اور بعد جو ملا لیا حتی کہ اذان ضائع کر دی اور اسے ان جملوں اور بدعات میں شامل کر دیا اور اسی طرح یہ لوگوں کو تکلیف اور ان کی نیند اور عبادت میں خلل کا باعث بنتے ہیں.

ابن جوزی رحمہ اللہ مؤذن پر شیطان کی تلبیس کی وجوہات ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اس میں یہ بھی ہے کہ یہ لوگ فجر کی اذان کو وعظ و نصیحت اور تسبیح کے ساتھ مخلوط کر لیتے ہیں، اور اذان کو ان کلمات کے درمیان رکھتے ہیں اس طرح اذان خلط ملط ہو کر رہ جاتی ہے، علماء کرام نے اذان کے ساتھ ملائی جانے والی ہر چیز کو مکروہ سمجھا ہے.

ہم نے دیکھا کہ رات کو اکثر منارہ پر کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت کرتا اور کچھ تو بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت

بھی کرتے ہیں، اور لوگوں کی نیند میں خلل پیدا کرتے ہیں، اور تھجد ادا کرنے والوں کو یہ قرآت خلط ملط کا شکار کر دیتی ہے، یہ سب منکرات اور برائی ہے " انتہی

دیکھیں: تلبیس ابلیس (157).

اور مقریزی رحمہ اللہ اس بدعت کی تاریخ اور حکم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ بدعت سن (791ھ) میں ایجاد ہوئی، بعض فقراء خلاطوں نے جمعرات کی رات مؤذنوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا سنا (اور یہ بھی بدعت ہے) کچھ لوگوں نے اس کو اچھا جانا اور اپنے ان بدعتی بھائیوں کو کہنے لگے کیا تم پسند کرتے ہو کہ یہ سلام ہر اذان کے وقت ہو ؟

تو انہوں نے جواب اثبات میں دیا، اس نے وہ رات بسر کی اور صبح ہوئی تو اس کا گمان تھا کہ اس نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ محتسب کے پاس جانے کا حکم دے رہے ہیں اسے جا کر کہے کہ وہ مؤذنوں کو ہر اذان کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم دے، تو وہ قاہرہ کے ذمہ دار کے پاس گئے اور ان دنوں قاہرہ کا محتسب نجم الدین محمد الطنبدی تھا جو کہ ایك جاہل اور بوڑھا تھا اور اپنے اس محکمہ قضاء وغیرہ میں اس کی سیرت و شہرت اچھی نہ تھی، وہ روپے کے پیچھے بھاگنے والا ہوتا چاہے وہ اسے تکلیف و مصیبت میں ہی ڈال دے.

وہ رشوت خور تھا، اور کسی بھی مومن و مسلمان شخص کے متعلق وہ ذمہ کا خیال تك نہ رکھتا، اور اس کی جہالت مشہور تھی، اور اس کے برے افعال بھی معروف تھے.

وہ جا کر اس شخص کو کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجھےحکم ہے کہ سب مؤذنوں کو اپنی اذان میں " الصلاۃ و السلام علیك یا رسول اللہ " کہنے کا حکم دو، جس طرح ہر جمعرات کی رات کیا جاتا ہے، تو اس جاہل کو یہ بہت پسند آئی، اور اس جاہل کو یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد کیسے حکم دے سکتے ہیں جب زندگی میں شریعت کے مخالفت کام کا حکم نہیں دیا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں شریعت میں زیادتی کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے:

کیا ان لوگوں نے کوئی ایسے بھی شریك بھی مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسے احکام دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں .

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچو "

اس بدعت کا اس نے جاہل نے اسی برس شعبان میں حکم دیا اور سارے مصر اور شام کے علاقوں میں یہ آج تك جاری ہے، اور عام جاہل قسم کے لوگ اسے اذان کا حصہ شمار کرنے لگے ہیں جسے ترك کرنا حلال نہیں، اور اس کے نتیجہ میں بعض ملحد قسم کے لوگوں نے بعض دیہات اور بستیوں میں اذان کے بعد فوت شدگان پر سلام پڑھنے کا اضافہ کر لیا, لا حول و لا قوۃ الا باللہ، و انا للہ و انا الیہ راجعون " انتہی

دیکھیں: الخطط المقریزیۃ (2 / 172) اور الابداع فی مضار الابتداع تالیف علی محفوظ (172 ـ 174) کا بھی مطالعہ کریں.

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ہمارے ہاں یہاں اردن اور بعض دوسرے علاقوں میں مؤذن اذان کے بعد " اللہم صلی اللہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین " کہتے ہیں ایسا کرنے میں کیا ہے، اور اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس میں تفصیل ہے:

اگر تو مؤذن اسے آہستہ آواز میں کہتا ہے تو یہ مؤذن اور غیر مؤذن اذان کا جواب دینے والے کے لیے مشروع ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی اس جیسے کلمات کہو اور پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر ایك بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر میرے لیے اللہ تعالی سے وسیلہ طلب کرو یہ جنت میں ایك مقام ہے جو صرف اللہ کے ایك بندے کو ہی حاصل ہو گا اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں، جس نے بھی میرے لیے وسیلہ مانگا اس کے لیے شفاعت حلال ہو گئی "

اسے امام مسلم نے صحیح مسلم نے روایت کیا ہے.

اور صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو شخص اذان سن کر درج ذیل دعا پڑھتا ہے اس کے لیے روز قیامت میری شفاعت حلال ہو جاتی ہے:

" اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محموداً الذي وعدته "

اے اللہ اس کامل اور قائم نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے "

لیکن اگر مؤذن اذان کی طرح بلند آواز سے پڑھے تو یہ بدعت ہے؛ کیونکہ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ اذن کا حصہ ہے، اور اذان میں زیادتی کرنا جائز نہیں؛ اس لیے کہ اذان کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ ہے، لہذا اس سے کچھ زائد کرنا جائز نہیں.

اور اگر یہ خیر و بھلائی اور اچھائی ہوتی تو سلف صالحین اس میں ہم سے سبقت لے جاتے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس کی تعلیم دیتے اور ان کے لیے مشروع کرتے.

اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

اسے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے، اور اس کی اصل صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ہے.

اللہ تعالی سے میری دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو اور ہمارے بھائیوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے، اور ہم سب کو دین پر ثابت قدمی کی نعمت سے نوازے، یقینا وہ سننے والا اور قریب ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (1 / 439 ـ 440) اور (10 / 362 ـ 363).

اور مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" مؤذن اور اذان سننے والے کے لیے اذان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا اور پھر درج ذیل دعا پڑھنا مشروع ہے:

" اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محموداً الذي وعدته "

اے اللہ اس کامل اور قائم نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ اور فضیلہ عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے "

لیکن مؤذن اور غیر مؤذن آہستہ اور پست آواز میں کہے گا، اس میں آواز بلند نہ کرے، کیونکہ بلند آواز سے کہنا منقول نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (6 / 101 ـ 103).

چہارم:

جب ایك اذان (یعنی ریکارڈ شدہ اذان مساجد میں نشر کرنا) کی بدعت واضح ہو گئی اور اذان سے قبل سے قرآت قرآن اور تسبیح وغیرہ کی بدعت بھی واضح ہو گئی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درود و سلام کی بھی بدعت واضح ہوئی تو مؤذن کا ایسے افعال کرنے کا حکم بھی واضح ہو گیا یعنی یہ جائز نہیں.

اگرچہ مؤذن اسے موقت سجھتا ہو، اور اس کو باطل اور ختم کرنے کی راہ ہو، یا پھر اس کے لیے آسانی سے امامت یا کوئی اور دفتری کام حاصل کرنا ممکن ہو تو اس وقت تك وہ اس میں باقی رہے، لیکن اگر یہ معاملہ مستقل اور استقرار حاصل کر جائے تو پھر اس مؤذن کو اس ملازمت پر باقی رہنے کا کوئی حق نہیں جس کی وجہ سے یہ بدعت عام ہو گی.

واللہ اعلم .